''روشن خیالی اور اعتدال پسندی''

(اسلامی تعلیمات کے تناظر میں)

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم رانا*

Abstract:

Enlightened Moderation is not a new phenomenon. The term has been used in Europe since Centuries, but the results it produced were not favorable both for the Christian Religion and the society. However, it gave a momentum to the views that reformation of the old conceived idea is imperative. As societies and civilizations influence each other, this movement was made to spread in Muslim societies in recent years. In Pakistan General Pervaeez Musharaf, the President of Pakistan, appeared to be the main focal of this tenet.

This Article, however, throws light on the different aspects of its historical evolution. Later, it suggests that though Islam is enlightened Religion and moderate in a sense but it is not willing to accept the results which had shaken the roots of the Western society. Further, Muslims are not ready to change their life style, because it does not suit to their moral values.

روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی حقیقت جاننے سے قبل یہ بتانا ضروری ہے کہ مسلم امہ کے معروضی اور انٹرنیشنل حالات کے تناظر میں آج مسلمانوں کو بہت زیادہ اتحاد کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اسلام اتحاد کا مذہب ہے تفریق کا مذہب نہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:''واعتصموا بحبل الله جمیعاً ولا تفرقوا' (1)

''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور فرقہ بندی اختیار نہ کرو''۔

اس مقالہ میں جس موضوع پر بات کی جائے گی وہ ہے روشن خیالی اور اعتدال پسندی۔

یہ وہ الفاظ ہیں جو اکثر مختلف لوگوں سے سننے کو ملتے ہیں کہ اسلام روشن پسندی کا دین ہے اور یہ کہ اسلام اعتدال پسندی چاہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام ایک روشن خیال مذہب ہے اور قیامت تک کے آنے والے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کا مذہب ہے۔

لیکن سوال صرف اتنا ہے کہ روشن خیالی کا تصور یا وہ روشن خیالی جو ہمارے ہاں یورپ و امریکہ سے آئی ہے

---

* ڈائریکٹر اسلامک ریسرچ سنٹر، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔

اس کے بارے میں اسلام کا کیا نظریہ ہے۔ جہاں تک اس کا مفہوم ہے جو یورپ سے برآمد کیا گیا ہے تو وہ ہے (فری) Free ہونا، آزاد ہونا۔ یعنی تجارت میں بھی آزادی، سیاست میں بھی آزادی معاشرے میں بھی آزادی، اورمیل جول میں بھی آزادی۔

"No restriction at all"

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر خالد مسعود روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے بارے میں کہتے ہیں کہ

’’یہ الفاظ Enlightenment اور Moderation ایک تحریک کا نام ہیں جو یورپ میں چلی تھی۔ یہ تحریک فرانس سے شروع ہوئی تھی۔ Moderation عام معنوں میں ہے اور اسی مفہوم میں صدر مشرف نے Moderation کو Define کیا ہے؟۔ اس لحاظ سے دیکھیں تو وہی sense ہے۔ یعنی جدیدیت ،فرقہ واریت ، انتہا پسندی اور تشدد پسندی کو کس طرح Deal کرنا ہے۔ ان سے ڈیل کرنے اور علاج کے طور پر پرویز مشرف نے Moderation اور Enlightement کا تصور دیا‘‘۔(2)

جہاں تک بات ہے مغرب کی تو مغرب کوئی پابندی، کوئی حدود و قیود اپنے ہاں نہیں دیکھنا چاہتا اسی لیے وہ ہمارے ملکوں میں بھی یہ چیز جائز نہیں سمجھتا اور اس کے لیے وہ طرح طرح کے حیلے بہانے کرتا ہے۔ آج جو تبدیلی مغرب یا امریکہ ہمارے ہاں دیکھنا چاہتا ہے وہ ہمارے لائف سٹائل کی تبدیلی ہے۔ اور وہ طریقہ جو شروع سے ہمارے درمیان چلا آرہا ہے اور جسے ہم نے اسلام کی بدولت سیکھا ہے وہ مغرب کو پسند نہیں۔ اہل مغرب نہیں چاہتے کہ ہماری ایک خاص طرزِ فکر ہو، خاص معیشت ہو، خاص تجارتی لین دین ہو، یا خاص معاشرت ہو۔

وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کی معاشرت میں ، معیشت اور دیگر تعلیمی سرگرمیوں میں خود کو Assimilate کرلیں یا ان میں شامل ہوجائیں۔

روشن خیالی اور اعتدال پسندی کو آج اسلام میں نئے سرے سے داخل نہیں کیا جا رہا یہ تو وہ پرانی شراب ہے جس کو نئی بوتل میں ڈال کر پیش کیا جا رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یورپ میں جب یہ نظریہ آیا تو اس نے یورپ کو کیا دیا؟ اگر اس نے یورپ کو فائدہ دیا ہے تو مسلمانوں کو بھی اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے کیونکہ یورپ کے حوالے سے ایک تجربہ ہو چکا ہے یا ایک تاریخ رقم ہو چکی ہے جس کو مٹایا نہیں جا سکتا۔

"That has been written down in the

books, Magazines and Encyclopadias"

اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر اس نظریے نے یورپ اور امریکہ کو کوئی فائدہ پہنچایا ہے تو مسلمان بھی اس نظریے کو اپنائیں لیکن اگر اس نظریے نے یورپی تہذیب کو نقصان پہنچایا ہے تو مسلمانوں کو بھی احتیاط کا دامن اختیار کرنا ہوگا۔ چنانچہ یورپی تاریخ کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ پہلا حصہ پانچویں صدی قبل مسیح سے لے کر پانچویں صدی عیسوی تک

ایک ہزار سال کا عرصہ، یعنی 500 سال حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے قبل اور 500 سال حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے بعد، یہ ہزار سالہ دور یونانی اور رومن فلسفہ کو Represent کرتا ہے۔

مذہب کے مقابلے میں یونان نے دنیائے انسانیت کو فکر اور فلسفہ دیا۔ ان کے بڑے بڑے فلاسفرز میں، ارسطو، سقراط، بقراط، افلاطون، ارشمیدس اور فیثا غورث شامل ہیں۔ اس پانچ سو سالہ یونانی دور کے بعد جب حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تو ان کا Interaction رومن سلطنت سے ہوا۔ پھر رومن خیالات نے مذہب کے ساتھ مل کر دنیا کو ایک نظریہ دیا۔ اس میں عیسائیت کو پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملا۔

۲۔ دوسرا دور چھٹی صدی عیسوی سے پندرہویں صدی عیسوی تک کا ہے۔ یہ بھی ایک ہزار سالہ دور ہے۔ دنیا کی تاریخ میں یہ ازمنہ وسطیٰ کا دور یعنی درمیانی دور کہلاتا ہے۔ اور نعوذ باللہ آج کل کی اصطلاح میں یہ دور جہالت کا دور تھا۔ (3)

آج کل ترقی پسند خیالات بہت آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور یہ دور کیونکہ مذہبی تھا اس لیے اس کو دورِ جہالت کہتے ہیں۔

۳۔ پندرہویں صدی عیسوی تا سولہویں صدی عیسوی یہ دور تحریکِ اصلاحِ مذہب، دور تنویر، روشن خیالی یا نشاۃِ ثانیہ کا دور کہلاتا ہے۔

یہ دو صدیاں ہیں اس دور میں عیسائیت کی اصلاح کے لیے کچھ لوگ آگے آئے جن میں مارٹن لوتھر، زونگلی، جان کالون، اور دیگر لوگ شامل ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ عیسائیت میں جو خرابیاں آ گئی ہیں یا تھیوکریسی یا پاپائیت یعنی مذہبی حکومت کی خرابیاں ہیں ان کو دور (Remove) کریں۔ لیکن اس کا نتیجہ بالکل الٹ نکلا اور مذہب بیزاری کا دور شروع ہو گیا۔ مذہب سے نفرت شروع ہوگئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کلیسا یا پوپ کا اقتدار ان دنوں اتنا زیادہ (Heavy) تھا کہ بادشاہوں کو بھی تبدیل کروانا ان کے نزدیک زیادہ مشکل کام نہ تھا۔ (4)

جب ایک چیز اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے تو دوسری چیزیں اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ جس طرح ہندومت میں جب برہمن نے اقتدار حاصل کرلیا تو دوسرے طبقے نے برہمن کے خلاف نعرہ لگایا وہ یہ تھا:

"There is no God at all" یہ گوتم بدھ کی آواز تھی۔

چونکہ برہمن بتوں یا خدا کے پجاری تھے اس لیے گوتم بدھ نے کہا کہ کوئی خدا نہیں ہے۔ اس سے جب بھی پوچھا جاتا کہ خدا کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے تو وہ جواب دیتا کہ میں نہیں جانتا۔(5)

یہی حال عیسائیت میں ہوا۔ کہ مذہب کے خلاف تحریک چلی۔ جو دوسو سال تک مذہب بیزاری اور اصلاحِ مذہب یا روشن خیالی یا نشاۃ ثانیہ کے نام سے تھی۔

۴۔ چوتھا دور سترھویں صدی سے بیسویں صدی عیسوی تک ہے، یہ آخری دور ہے جس میں صنعتی انقلاب آیا اس دور کو عقلیت کا دور کہتے ہیں اس کے علاوہ اس دور کو سائنس کا دور یا جدید دور کہا جاتا ہے۔ آج کا دور جدید دور ہے۔ اور اس جدید دور نے دنیائے عیسائیت کو اخلاقیات سے عاری ایک ایسا نظام دیا ہے جس میں تمام تر خرابیاں جو کسی بھی نظام میں ہوسکتی ہیں وہ دنیا کے سامنے لاکر رکھ دیں۔ معاشرتی طور پر پاکیزگی کا تصور ختم کردیا۔

یہاں ذکر کرتا چلوں کہ آخری دور میں جن دو تحریکوں نے جنم لیا۔ وہ دونوں تحریکیں مذہب بیزاری کی علامت تھیں۔ ایک تحریک، تحریک عقلیت جس کو ہم Rationalism کہتے ہیں یعنی ہر چیز کو عقل سے پرکھا جائے۔ اور یہ کہ ماوراء الطبیعات، فوق الفطرت یا معجزات پر مبنی جتنے بھی دعوے یا عقیدے ہیں۔ "They should be judged by reason" یعنی عقل کی بنیاد پر انہیں دیکھا جائے اگر عقل ان کو درست کہتی ہے تو ٹھیک اور اگر عقل ان کے خلاف ہے تو ان کو رد کردیا جائے۔ اس لیے اس کو عقلیت پسند تحریک کہا گیا ہے۔ یعنی ہر چیز کی اساس عقل ہے۔ چاہے نفسیات ہو، جمالیات ہو، اخلاقیات ہو, کوئی بھی چیز ہو۔ اس کو عقل سے پرکھا جائے گا۔(6)

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ عقل بھی ایک Source of knowlwedge ہے اور اس کے مقابلے میں وحی بھی ایک علم کا ذریعہ ہے۔ عیسائیت کی بنیاد وحی تھی۔ اسی طرح یہودیت کی بنیاد بھی وحی تھی تو وحی کو ایک طرف رکھ دیا گیا اور ہر چیز عقل سے پرکھی جانے لگی۔(7)

یہ وہ تحریک تھی جس کو یورپ نے بہت سہارا دیا اور اس کی وجہ سے مذہب بیزاری کا جذبہ بڑھتا گیا۔ تحریک عقلیت کے ساتھ ساتھ یورپ نے ایک اور تحریک کو جنم دیا جس کو ہم تحریک انسانیت (Humanism) کہتے ہیں

۔جس میں انسان کی برتری، انسان کی اولیت کا نعرہ لگایا گیا۔اور اس نعرہ کے پیچھے جو نظریہ تھا وہ تھا لذت کا نظریہ اور انسانی خواہشات کی تکمیل کا نظریہ۔

انہی دو تحریکوں نے مل کر یورپ میں روشن خیالی کے نظریے کو ہموار کیا۔روشن خیالی اور مذہب بے زاری کو ایک ہی چیز قرار دیا گیا۔جس کو مذہب تبدیلی یا مذہب کا خاتمہ کہتے ہیں یعنی ان کے نزدیک (نعوذ باللہ) "God is dead"۔''خدا مر گیا ہے''۔(8)

ڈاکٹر ظفر اقبال The Quran and Muslims میں لکھتے ہیں کہ

Humanism has made human beings the measure of all things. Hence, whatever is beyond the rational faculty of human mind, is stamped as unreliable or at least suspect. Humanism is a product of post-renaissance, western thought, a legacy that was summarized by Muhammad Hasan Askari "A short treatise: Jadidiat ya Maghrabi gumrahion ki tarikh ka khakah". (9)

چنانچہ نئے نظریات پیش کیے گئے ان میں فرائیڈ جیسے لوگ شامل ہوئے جنہوں نے واضح طور پر کہ دیا کہ ایک دور جہالت کا تھا وہ ختم ہو گیا پھر مذہب کا دور آیا وہ بھی ختم ہو گیا۔اب سائنس کا دور ہے۔لہٰذا انہوں نے سائنس کو بھی ایک Evolutionary method کے طور پر متعارف کروایا۔کہ دور جہالت میں لوگوں کو کچھ معلوم نہ تھا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔پھر جہالت کو ختم کرنے کے لیے دنیا میں مذہب وجود میں آئے۔اب مذہب کا دور بھی ختم ہو گیا۔ اور آج کا دور سائنس کا دور ہے اور اس دور کو مذہب کے مقابلے میں تضاد کے طور پر پیش کیا گیا۔(10)

دنیائے عیسائیت میں سائنسدانوں کو پھانسیاں بھی دی گئیں۔ برونو جیسے لوگوں کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔گلیلیو کو مجبور کیا گیا کہ اپنے نظریات سے انحراف کر لو ورنہ ہم پھانسی پر لٹکا دیں گے۔اسی لیے سائنس کو مذہب کے مخالف سمجھ کر مذہب کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ (11)

اس ساری بحث کا مطلب یہ نہیں کہ روشن خیالی یا اعتدال پسندی بری چیز ہے۔ بلکہ روشن خیالی یا اعتدال پسندی مذاہب کی ضرورت ہے۔لیکن اس کا طریقہ کار مختلف ہے۔ بہر حال اسلام کے مقابلے میں یورپ اپنے خیالات و نظریات مسلمانوں پر تھوپنے کی کوشش کر رہا ہے اور وہ ایسا کرنے میں بالکل بھی ہچکچا نہیں رہا۔اور اسی لیے نئے نئے القابات سے مسلم امہ کو نوازا جاتا ہے کبھی بنیاد پرست تو کبھی انتہا پسند کہا جاتا ہے کبھی مسلمانوں پر دہشت گردی کا ٹھپہ لگا دیا جاتا ہے۔یہ تثلیث نظریات کی تثلیث کہلاتی ہے۔اور مسلمانوں کو اس لیے سونپی جا رہی ہے کہ وہ دفاعی ہو جائیں اور خود کہیں کہ ''ہم تو ایسے نہیں، تم ٹھیک کہتے ہو، اور ہم آپ کی بات ماننے کو تیار ہیں'' اور ان سب سے بڑھ کر

اپنے نظریات کو منوانے کا ایک اور حربہ ہے جو کہ جنگ ہے۔یعنی Carrot and stick (گاجر اور چھڑی) کا نظریہ امریکہ نے اپنایا ہوا ہے۔ایک طرف مسلمانوں کو لالی پاپ دیا جاتا ہے یعنی قرضے دیے جاتے ہیں کہ آؤ اپنی اصلاح کر لو۔تعلیم ٹھیک کرلو پرائمری اور ہائر ایجوکیشن ٹھیک کرلو۔یا کچھ میزائل یا جہاز خرید لو یا پل بنالو۔یہ قرضے یا پیسہ درحقیقت لالی پاپ یعنی Carrot ہیں۔یہ ایسی میٹھی گولی ہے جو ہم بڑے شوق سے انکار کیے بغیر لے لیتے ہیں جہاں دولت یا پیسہ کی بات آجاتی ہے تو ایک جنرل ویو (View) ہے کہ دولت سے انسان مرعوب ہوجاتا ہے۔

حدیث رسولؐ ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب مسلمان کمزور ہوں گے۔اور اس کے مخالفین اس پر ایسے جھپٹ پڑیں گے جیسے دسترخوان پر لوگ جھپٹ پڑتے ہیں۔تو صحابہؓ نے پوچھا کہ کیا ہم کمزور ہوں گے ان دنوں آپؐ نے فرمایا نہیں کمزور نہیں ہوں گے بلکہ مادیت یا پیسے کی محبت آجائے گی تمہارا وہ رعب وہ قوت سب جھاگ کی طرح بہ جائے گا اور حقیقت میں مسلمانوں کا رعب نہیں رہا۔قرآن تو ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ اپنا رعب قائم رکھو اپنی ہوا قائم رکھو، اس کو اکھڑنے نہ دو۔(12)

واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تنا زعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین (13)

''اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو اگر ایسا کرو گے تو تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر کرو''۔

یعنی اپنے دلوں کو جوڑے رکھو تاکہ تمہارا رعب اور دبدبہ تمہارے دشمنوں پر قائم رہے۔یہ وہ ضروری فارمولے ہیں جو ہماری مذہبی کتاب قرآن مجید ہمیں دیتی ہے۔

روشن خیالی کی بدولت جو کچھ دنیائے عیسائیت نے پایا وہ سامنے ہے کہ آج مغرب والے مادر پدر آزاد ہو گئے ہیں۔ننگے ہو گئے ہیں اور جس ننگ و عار کو اسلام ختم کرنے آیا تھا آج پھر دنیا اس ننگ میں مبتلا ہوگئی ہے۔جب اسلام اس دنیا میں آیا تو لوگ برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔(14)

روشن خیالی یا اعتدال پسندی، یا گلوبلائزیشن قسم کی چیزوں کا نقطہ صرف یہی ہے کہ مغرب والے مسلم امہ کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ جیسے ہم ہیں مسلمان بھی ویسے ہو جائیں۔

ایک طرف تو ہمارے افکار کی قوت کو تبدیل کیا جارہا ہے اور دوسری طرف ہمیں کمزور سے کمزور تر دکھایا جارہا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ "World Trade Organizaions" قائم ہوگئی ہیں بہت سی ملٹی نیشنل

کمپنیاں بھی وجود میں آ گئی ہیں جو ملکوں میں غربت ختم کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ مسلمان اس طرح ان معاشی چکروں میں گھر گئے ہیں کہ آج اگر وہ نکلنا بھی چاہیں تو نہیں نکل سکتے۔ حکومتوں کے کتنے ہی اعلانات ہوتے ہیں کہ ہم نے کشکول توڑ دیے۔ اب ہم قرضہ نہیں لیں گے۔ اب ہم خود انحصاری کی طرف جا رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ایک قدم آگے اور دو قدم پیچھے چلے جا رہے ہیں۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو زندگی کے دونوں پہلوؤں یعنی دین و دنیا کی بات کرتا ہے جبکہ مغربی تہذیب صرف دنیا کی بات کرتی ہے دوسری دنیا ہمیں ہر پہلو سے کمزور کرتی جا رہی ہے۔ معاشرت اور معیشت دونوں میں ہمیں کمزور کیا جا رہا ہے۔ ایک ایسا نظام مسلط ہے پوری دنیا پر جس کو ہم سرمایہ دارانہ نظام کہتے ہیں (15)۔ اس کے مقابلے میں جو اسلام کا معاشی نظام ہے جس کو اگرچہ مستشرقین نہیں مانتے اور اسے صرف چند ایک معاشی اصول کہتے ہیں اگر ان کی بات مان بھی لی جائے تو یہی چند اصول دنیا کو ایک منفرد نظام دیتے ہیں۔

جب مسلمان اپنے مذہب کے دیے ہوئے اصول نہیں اپنائیں گے نتیجہ سامنے ہے۔ سوشلزم اور کمیونزم جیسے معاشی نظام دنیا میں آئے اور فیل ہو گئے۔ کارل مارکس اور لینن جیسے لوگوں نے نظریات پیش کیے لیکن وہ نظریات اپنی موت آپ مر گئے۔ (16)

لیکن اسلام کا نظریہ معاشیات جو چودہ سو سال سے سروائیو (Survive) کر رہا ہے اس میں خرابیاں ہماری اپنی کمزوریوں کے باعث پیدا ہو گئی ہیں۔ لیکن آج بھی یہ معاشی نظام دیگر نظاموں کی نسبت بہت بہتر ہے۔

آج اگر مسلمانوں کو روشن خیالی اپنانی ہے تو انہیں پہلے اقتصاد کو ٹھیک کرنا ہو گا۔ جب تک اسلام کے دیے ہوئے معاشی اصول مغرب کے دیے ہوئے سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلے میں برتری اختیار نہیں کرتے اس وقت تک یہی ہوتا رہے گا۔ اور اسلام کی اور مسلمانوں کی روشن خیالی یہی ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کے ساتھ جو مقابلہ ہے اس میں اسلام کو کامیابی حاصل ہو۔ اسلام کا اپنا بینکنگ سسٹم منظّم ہو جس پر دنیا انحصار کرے۔

مسلمانوں کی روشن خیالی یہ ہے کہ جو ہمارا سیاسی نظام ہے یا جو سیاسی اصول ہیں مشاورت کے ان کو ان Democratic اصولوں پر حاوی کرنا ہو گا جو مغرب ہمیں دیتا ہے۔ اس کے لیے اسلام کو عملی طور پر ایک بہترین لائحہ کے پیش کرنا ہو گا۔ کیونکہ اب ایک مقابلے کی فضا ہے۔ Clash of civilization کا مسئلہ یقیناً درپیش ہے۔ (17)

یورپ والے اب واضح طور پر اسلام سے مقابلہ کا نام دے رہے ہیں اگرچہ وہ ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ

ہماری اسلام کوئی لڑائی نہیں ہم اسلام سے لڑنا نہیں چاہتے مگر حقیقت پوری دنیا کے سامنے ہے۔ تصادم کیسے نہیں ہے۔ تین اسلامی ملکوں، افغانستان، عراق اور فلسطین پر تو جنگ مسلط ہے درِ پردہ پاکستان اور ایران بھی ان کی چیرہ دستیوں کا شکار ہیں۔ اگر یہ تصادم نہیں تو کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تصادم کا نظریہ ہی کام کر رہا ہے۔ تاہم ان کی کوشش ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا نہ ہو۔ مسلم امہ کو اکٹھا نہ ہونے دیا جائے اور ساتھ ساتھ یہ بھی باور کرانا ہے کہ ہماری آپ سے کوئی جنگ نہیں ہے۔ ہم دوست ہیں یعنی ایک طرف جنگ مسلط کی ہوئی ہے دوسری طرف قرضوں کے ذریعے دباؤ ڈال رہے ہیں۔ درحقیقت مسلمان اپنے معاشی نظام کی طرف توجہ نہ دینے کے باعث اور اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے آج سرمایہ دارانہ نظام کے System تلے دب گئے ہیں۔ اسی طرح مسلمان جب تک اپنا نظامِ تعلیم مضبوط نہیں کریں گے دنیائے اسلام کبھی سرخرو نہیں ہوگی مزید یہ کہ مسلمانوں کا حکومتوں کی تبدیلی کا نظام درحقیقت جبر اور شہنشائیت کا ایسا نظام ہے جس میں عوام کی مرضی کا بہت کم دخل ہے۔ جب مسلم امہ کے حکمران ہی Pupit ہوں اور وہ پالیسیاں پیش کریں جو باہر سے درآمد ہوتی ہوں اور وہ پالیسیاں ہمیں طوطے کی طرح رٹائی جاتی ہوں تو یا للعجب! کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ اسلام ایک روشن خیال مذہب ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اصل روشن خیالی ہے کیا؟۔ اصل روشن خیالی یہ ہے کہ ہم دنیا میں رہتے ہوئے اپنے دین اور مذہب کے Life Style پر چلیں۔ وہ سائنس جس کو عیسائیت اپنا مخالف سمجھتی ہے مسلمان اس کو اپنا مخالف نہیں سمجھتے۔ الحمداللہ آج تک یہ ثابت نہیں کیا جاسکا کہ سائنس اسلامی تعلیمات کے مخالف ہے۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ سائنسی تعلیمات اور ٹیکنالوجی میں آگے بڑھیں۔ اور سوچ بچار کریں۔ آج مسلمانوں کو کمپیوٹر سیکھنے کی ضرورت ہے۔ آج زبانوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آج اگر دنیا کا مقابلہ کرنا ہے تو ہمیں ان شعبوں میں آگے بڑھنا ہوگا۔ اگر مسلمان مقابلہ نہیں کرنا چاہتے صرف اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں تو ٹھیک۔ لیکن اگر زندہ قوم کے طور پر رہنا چاہتے ہیں تو نئے نئے علوم کو سیکھنا از حد ضروری ہے۔ ہمیں ریاضی کو سیکھنا ہے بلکہ ہر علم کو سیکھنا ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر آدمی ہر علم سیکھے مگر جس میں استطاعت ہے وہ ضرور سیکھے آج جو قوم کی نسل، قوم کے بچے اگر اس تعلیم سے محروم رہے تو اس محرومی کا مطلب یہ ہوگا ان کی 70 سال کی زندگی ضائع جائے گی۔ نصاب کی تبدیلی، چیزوں کو صحیح سمجھنا، باتوں کی تحقیق کرنا، غور و فکر کرنا میانہ روی اختیار کرنا اعتدال کرنا یہ سب ہماری تعلیمات ہیں جو کہ قرآن و سنت ہمیں دیتی ہیں۔

ہمیں اپنا تعلیمی نصاب تبدیل کرنا ہوگا کیونکہ تعلیم ہی ایک ایسی چیز ہے جو قوموں کو اوپر لے جاتی ہے۔ترقی کے لیے دوسرے میدان بھی ہیں مگر تعلیم ایک ایسا میدان ہے جو آپ کو جلا بخشتا ہے۔

آج اگر تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یورپ نے پندرہویں صدی میں جب اپنے ہاں یونیورسٹیاں کھولیں تو سب سے پہلے اسلامیات اور عربی کو پڑھا۔آج بہت سے لوگ اس بات سے ناآشنا ہیں کہ یورپ میں بھی اسلامیات پڑھائی جاتی ہے۔آکسفورڈ یونیورسٹی، کیمبرج یونیورسٹی، سوربون یونیورسٹی سینٹ اینڈریوز یونیورسٹی، ان سب کو چھ سو سال ہو گئے ہیں وہاں اسلامی علوم اور عربی علوم کی تعلیم ہوتی ہے۔لیکن یورپ والے ان علوم کی تعلیم صرف اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے حاصل کرتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک شاندار ماضی رہا ہے اور اس ماضی کے بعد ایک ہزار سال امت مسلمہ سوتی رہی۔علامہ اقبال، جمال الدین افغانی اور مفتی محمد عبدہ، ابوالاعلیٰ مودودی، سید قطب شہید، مولانا اشرف علی تھانوی اور دیگر کی بدولت آج امت مسلمہ میں تھوڑا سا شعور پیدا ہوا ہے لیکن مسلم امہ کو حالات سے نبرد آزما ہونے کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہے۔

آج اگر مسلمان اپنے ماضی پر نظر دوڑا کر اپنے آباء واجداد کے اصول ہی سیکھ لیں تو کوئی شک نہیں مسلمان پھر سے طاقتور ہو جائیں گے۔اور اس مقصد کے لیے مسلمانوں کو ایک لائحہ عمل تیار کرنا ہوگا۔دعوت دین جو کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا ہتھیار ہے اس کو اپنانا ہوگا۔اور دوسری بات قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے جو کہیں اس پر عمل کریں۔اگر ایسا ہو جائے تو بہت بڑی تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔ایک دور تھا جب مسلمان اخلاقی قوت تھے۔ Morality کا معیار بلند تھا۔بڑے بڑے فلاسفر پیدا ہوئے مثلاً ابن رشد، ابن سینا، ابن ماجہ، ابن طفیل، ان فلاسفرز کی بدولت بڑے نظریات سامنے آئے۔آج مغرب صرف مادیت پرستی کا سبق دیتا ہے۔ان کے نزدیک دنیا کی تاریخ کا مقصد بھی صرف یہی ہے کہ دنیا بہتر ہو جائے بابر بھی یہی سبق دیتا رہا۔

''بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست''

کہ ''بابر عیاشی کرلو پھر دنیا میں کہاں آنا ہے''۔یہی مغربی تصور ہے جو آج کل ہمارے ہاں بھی رواج پانے لگا ہے کہ عیاشی کر لیں پھر کہاں پیدا ہونا ہے یہ تحریک انسانیت ضرور ہے مگر تحریک اسلام نہیں۔اکثر مسلمانوں کا تصور یہ ہے کہ صرف آخرت بہتر ہونی چاہیے آخرت ٹھیک ہو گی تو سب ٹھیک ہو گا یہ تصور بھی متصادم ہے اسلامی تعلیمات اور روشن خیالی کے۔اسلام کی اصل تعلیمات یہ ہیں کہ دنیا اور آخرت صحیح صحیح چلیں۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة (18)

اللہ تعالی نے انسان کو صرف موت کا انتظار کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا اگر ایسا ہے تو کیا زندگی کے 50 یا 60 سال فضول ہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

ایحسب الانسان ان یترک سدی (19)

کیا انسان یہی سمجھتا رہے کہ اس دنیا میں اُس کی کوئی ضرورت نہیں وہ صرف مرنے کا انتظار کرے حالانکہ آخرت کی بہتری کا دارومدار بھی دنیا کی بہتری پر ہے دنیا صرف مذہبی اعمال سرانجام دینے کا نام نہیں کیونکہ مذہب میں تو ساری چیزیں شامل ہیں۔ اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا سب دین ہے قرآن فرماتا ہے: ادخلو ا فی السلم کافةً (20)

انسانی مساوات، حکمرانوں کی جواب دہی ، شریعت کی پابندی، انصاف کی حکمرانی، معاشی و معاشرتی مساوات یہ وہ تمام رہنما اصول تھے جن کی بناء پر مسلمانوں نے ایک عرصے تک اپنا سکہ بٹھائے رکھا۔ یہی وہ دور تھا اور یہی وہ اصول تھے جن کی بنیاد پر یورپ نے ترقی کی اور وہ ترقی مادی طور پر ٹیکنالوجی کے طور پر اور صنعتی طور پر پوری دنیا کے سامنے ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ مذہبی تعلیمات سے بیزاری روشن خیالی ہے یا مذہب سے بیزاری میں ترقی ہے۔ مگر وہ ترقی کم از کم آج مسلمانوں پر مسلط کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

اپنی گمشدہ روایات کو پانے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے عقائد، ہمارا اخلاق، ہمارا کردار درست ہو۔ اور آج جو روشن خیالی کے نام پر مسلم ملکوں کے تین بڑے شعبوں کو متاثر کیا جارہا ہے ان میں سب سے اہم تعلیم کا شعبہ ہے۔ دوسرا میڈیا اور تیسرا قانون کا شعبہ ہے۔ ہمارے قوانین کو تنقید کے ذریعے تبدیل کیا جارہا ہے۔ میڈیا کے ذریعے ثقافتی یلغار ہے۔ جگہ جگہ کیبل آگئی ہیں۔ لوگ برہنہ ہو کر ڈانس کر رہے ہیں فلمیں لگی ہوئی ہیں اور اخلاق باختہ مووی زدو کانیں ہیں۔ اگر ان دوکانوں پر کوئی حملہ کرتا ہے تو انتہا پسند کا نام دیا جاتا ہے۔ یہی تمام خرابیاں ہیں جو ہماری معاشرت کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔

مسلم امہ کو اسلامی دائرے میں رہتے ہوئے میڈیا کا مقابلہ بھی کرنا ہے اور غلط تعلیم کا مقابلہ بھی مسلم امت کو درپیش ہے۔ اپنے قانون کی حفاظت بھی کرنی ہے اور مذہب سے بے زاری کا اظہار نہیں کرنا تو اس چیز کے لیے ایک باکردار Setting کی ضرورت ہے ۔ اسلامی نصاب یا نظریہ پاکستان کے حوالے سے جو نصاب ہے اس میں تبدیلیاں لائی جارہی ہیں۔ نئے نئے بورڈز بنائے جارہے ہیں اگر کوئی دوسرے ملک سے ناچنے گانے والے آجائیں تو انہیں خوش آمدید کیا جاتا ہے۔ اور میراتھن ریسز کی بدولت اخلاقی حدود کو پھلانگنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

خلاصہ بحث:

ساری بحث کا لب لباب یہ ہے کہ روشن خیالی اور اعتدال پسندی، جو ہمیں ہمارا مذہب دیتا ہے اور جو اسلام کی تعلیمات کے دائرے میں ہیں کو اپنانا چاہیے ایسا تب ہی ممکن ہے جب ہم اپنے دین کو اچھی طرح سمجھیں گے اور وہ رہنما اصول اپنائیں گے جو اسلام ہمیں دیتا ہے۔آج مغرب کی چالوں کو سمجھنے کے لیے روشن خیالی از حد ضروری ہے۔تعلیم کی کمی کے باعث، جو کچھ ہمارے خلاف لکھا جاتا ہے اکثر لوگ جانتے ہی نہیں۔اگر صرف نیٹ کو ہی دیکھ لیا جائے تو اتنے اعتراضات ملیں گے کہ وقت ہی نہیں ہمارے پاس ان کے جواب دینے کا۔خالی یہ کہنا کہ یہ بکواس ہے کافی نہیں علم کا جواب علم سے دیا جاتا ہے۔جب علمی میدان میں مسلم امہ آگے ہوگی تو ہی یورپ کی چالیں ہمیں سمجھ آئیں گی۔

یورپ کا مقابلہ کرنے کے لیے اسلام کی اصل (Balanced) تعلیمات کو اپنانا ہوگا اور پھر معاشی نظام درست کر کے لوگوں میں پیش کرنا ہوگا۔اپنی معاشرتی، تعلیمی، عسکری، فکری اور سیاسی تعلیمات بھی ٹھیک کرنی ہوں گی تب جا کر مسلمان روشن خیال اور اعتدال پسند ہوں گے۔

مصادر و مراجع

1۔ القرآن الکریم، آل عمران:103

پچھلے ہفتے مجھے پشاور یونیورسٹی جانے کا اتفاق ہوا وہاں ایک امریکی پروفیسر لیکچر دے رہا تھا، اور جو لیکچر اس امریکی پروفیسر نے دیا اس کی مرکزی بات یہ تھی کہ امریکی قوم، پاکستانی قوم سے بہت ناراض ہے بظاہر تو ہر روز اخبارات میں یہ پڑھا جاتا ہے کہ پاکستان امریکہ کا اتحادی ہے۔اور اس کے علاوہ عُرف عام میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ پاکستان اور امریکہ آپس میں دوست ہیں۔لیکن جوان کی عوام ہے یا جو مادہ ان کے اندر ڈویلپ (Develop) ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان امریکہ کا سب سے بڑا دشمن ہے اور امریکی قوم پاکستان سے بہت زیادہ ناراض ہے۔Furious کا لفظ انہوں نے استعمال کیا اور Furious کا مطلب ہے ''سخت غصے میں'' پروفیسر صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں ناراض ہیں جب کہ آپ ہر وقت ہمیں اپنا دوست مانتے ہیں۔اس کے علاوہ ہم آپ کی بڑی مدد کرتے ہیں۔آپ کی خاطر ہم نے اپنے بھائی افغانیوں کو بھی چھوڑ دیا۔عراقیوں کی بھی مدد نہیں کی تو وہ پروفیسر صاحب کہنے لگے کہ اس ناراضگی کی وجہ وہ ایٹم بم ہے جو پاکستان نے بنایا ہے۔اور قدیر خان نے جو ایٹمی نیٹ ورک (Atomic Network) شروع کیا اور اس کو دوسرے ملکوں میں پھیلانے کا باعث بنا تو اس بات پر امریکی قوم بہت ناراض ہے۔

یہ جوابا مہ کے بیانات آ رہے ہیں ان کا ایک پس منظر ہے۔اور پس منظر یہ ہے کہ ان کے نزدیک مسلمانوں میں برداشت کا جذبہ نہیں ہے۔جس کو وہ ہمارے اندر بیدار کرنے کی کوشش کرر ہے ہیں، حالانکہ اسلام برداشت کا دین ہے۔

امریکی قوم کے کہنے سے تو ہم نے اپنی تعلیمات کو نہیں چھوڑ نا۔ہم نے اپنے اندر برداشت بھی پیدا کرتی ہے، ہم آہنگی بھی پیدا کرنی ہے۔اور امن بھی پیدا کرنا ہے۔کیونکہ اسلام امن کا مذہب ہے۔

پاکستان نے جو ایٹم بم بنایا ہے تو اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہم بالکل بے فکر ہو کر بیٹھ جائیں کہ پاکستان نے ایٹم بم بنالیا ہے۔اب کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ایسا ہرگز نہیں کیونکہ پاکستان کے مقابلے میں جو ایٹم بم یورپی حکومتوں کے پاس ہیں وہ ٹیکنالوجی میں زیادہ آگے بڑھے ہوئے ہیں۔لہذا اب مسلمانوں کو اسی پر اکتفا نہیں کرنا بلکہ اپنی قوم کے طور پر سوسائٹی کے طور پر اور حکومت کے طور پر آگے ہی آگے بڑھتے رہنا ہوگا۔اور اس ترقی اور کامیابی کے لیے مسلم امہ میں اتحاد، وقت کی اہم ضرورت ہے۔

2۔ خالد مسعود، ڈاکٹر، انٹرویو، سہیل وڑائچ، جنگ سنڈے میگزین، 28 اکتوبر 2007 ص:13

3۔ محمد رضا خان، روشن خیالی اعتدال پسندی نشاۃ ثانیہ کے پس منظر میں، ترجمان القرآن، فروری 2007، ص 53

4۔ محمد قطب شہید، جدید جاہلیت، ترجمہ ساجد الرحمٰن صدیقی، نومبر 1976، البدر پبلکیشنز 23 راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور، ص 37۔

5۔ صدیقی، محمد مظہر الدین، اسلام اور مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور، ص 27

6۔ محمد رضا خان، روشن خیال اعتدال پسندی نشاۃ ثانیہ کے پس منظر میں، ترجمان القرآن، فروری 2007 ص 54

7۔ صدیقی، محمد مظہر الدین، اسلام اور مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور، ص 130

8۔ محمد قطب، جدید جاہلیت، ترجمہ ساجد الرحمٰن صدیقی، 1976، البدر پبلکیشنز راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور، ص 12

9۔ Muzaffar Iqbal Dr. The Quran and Muslims Quantum note part II. The News International. Saturday Oct 27, 2007. P.6

10۔ Freud's Revolutionary Aproach to Human Personality by Kristen Beyslehner, North Western University, Website Google
www.frueds about religion.com
www.revolutionary method by frued.
(ii) Psychoanalysis and religion by J.C Popa.

11۔ افضل توصیف، غلام نہ ہو جائے مشرق، نگارشات، ٹمپل روڈ لاہور۔ص 183

12۔ ترمذی، ابواب الفتن

13۔ القرآن الکریم، الانفال:46

14۔ مبارک پوری، صفی الرحمٰن، مولانا، الرحیق المختوم، المکتبہ السّلفیہ، شیش محل روڈ لاہور، پاکستان ص،6

آج اگر یورپ میں چلے جائیں تو ویسے ہی لوگ برہنہ ہوکر نہا رہے ہوتے ہیں۔ سپورٹس یا جمناسٹک کے اداروں میں لوگ سارا دن کھیلتے ہیں اور شام کو سب کے سب برہنہ ہوکر نہاتے ہیں وہاں کوئی ستر کا تصور نہیں کیونکہ اب ان کے نزدیک یہ چیز عار نہیں رہی۔ حالانکہ ان کا مذہب ان کو ایسی تعلیم نہیں دیتا مگر مذہب کو چھوڑ کر جو تہذیب انہوں نے اپنا لی ہے یہ اسی تہذیب کا شاخسانہ ہے۔

یورپ میں کئی بیچیز (Beaches) ایسی ہیں جہاں مرد و عورت بغیر کسی تفریق کے برہنہ ہوکر ریت پر سو جاتے ہیں اور بعض بیچز (Beaches) پر تو داخل ہونے کی شرط ہی برہنہ ہونا ہے۔ تو کیا یہ روشن خیالی ہے۔ اگر یہ روشن خیالی ہے تو مسلمان ایسی روشن خیالی سے باز آئے کیونکہ مسلمان پاکیزگی اور اخلاقیات کی حدیں کم از کم اس طرح پامال نہیں کرسکتا۔

15۔ محمد رضا خان، روشن خیالی اعتدال پسندی نشاۃ ثانیہ کے پس منظر میں، ترجمان القرآن، فروری 2007، ص.61

16۔ محمد بختیار حسن، اسلام اور معاصر سیاسی و معاشرتی افکار، ایور نیو بک پیلس، اردو بازار لاہور، ص.118

17۔ محمد رضا خان، روشن خیالی اعتدال پسندی، ص.58

18۔ القرآن الکریم، البقرہ:201

19۔ القرآن الکریم، القیامہ:36

20۔ القرآن الکریم، البقرہ:208